حضرت صاحب نے مذکورہ وضاحت بیان فرمائی اور کہا کہ میں اپنے لیے کسی ادب کا مطالبہ نہیں کرتا۔ آپ مجھے مسٹر بھی نہ کہیں۔ میرا نام مرزا ناصر احمد ہے، آپ مجھے خالی ناصر کہیں۔

جہاں تک اٹارنی جنرل صاحب کی دوسری بات کا تعلق تھا تو اس کا پس منظر یہ تھی کہ جماعتِ احمدیہ کے محضر نامہ کے ضمیمہ میں مودودی صاحب کا نام انگریزی میں مسٹر مودودی کر کے لکھا ہوا تھا۔ اسی ضمیمہ میں مسٹر مودودی کے الفاظ سے پانچ لفظ پہلے مسٹر بھٹو کے الفاظ استعمال کیے گئے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ جو چیز میں نہیں سمجھ سکا وہ یہ ہے کہ اسی جگہ پانچ لفظ پہلے مسٹر بھٹو سے تو تحقیر ظاہر نہیں ہوتی اور مسٹر مودودی سے تحقیر ظاہر ہوتی ہے۔ یہ بات میں نہیں سمجھ سکا۔ تحقیر کا کوئی پہلو نہیں نکلتا۔ لیکن اٹارنی جنرل صاحب اسی بات کو دہراتے رہے کہ اس طرح مودودی صاحب کے بارے میں تواضع کا رویہ نہیں دکھایا گیا۔ انہوں نے ایسی کج بحثی کا مظاہرہ کیا کہ خود سپیکر اسمبلی کو کہنا پڑا کہ یہ مناظرہ ختم کر کے وہ معیّن سوال کریں۔

یعنی اٹارنی جنرل صاحب یا اسمبلی کو تو یہ اختیار ہے کہ وہ جس کے متعلق پسند کریں اسے غیر مسلم کہہ دیں لیکن اگر انگریزی میں مودودی صاحب کو مسٹر مودودی کر کے لکھا جائے اور ان کو مولانا نہ کہا جائے تو یہ ایسی تحقیر ہے کہ اس کا سوال خود اسمبلی میں اٹھایا جائے جب کہ بحث کا مقصد یہ ہو کہ ختمِ نبوت کو نہ ماننے والوں کا اسلام میں کیا مقام ہے اور سوال یہ اٹھایا جائے کہ مودودی صاحب مسٹر ہیں یا مولانا ہیں اور ٹارنی جنرل صاحب یہ نامعقول بحث کرتے ہوئے یہ کس طرح فراموش کر گئے کہ اس وقت قومی اسمبلی کے سامنے اپوزیشن کی قرارداد تھی جس میں حضرت مسیح موعود کا نام نہایت گستاخی سے لیا گیا تھا۔ کیا اس پر اٹارنی جنرل صاحب نے اعتراض کیا تھا کہ یہ اخلاق سے گری ہوئی حرکت ہے؟ بلکہ پیپلز پارٹی کے وزیر عبدالحفیظ پیرزادہ صاحب نے کہا تھا حکومت اس قرارداد کی مخالفت نہیں کرتی بلکہ اصولی طور پر اس سے متفق ہے اور اٹارنی جنرل صاحب یہ کس طرح بھول گئے کہ 4رجون 1974ء کو جب قومی اسمبلی کی کارروائی کے دوران مفتی محمود صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا نام لیا تھا تو ساتھ صاحب کا لفظ لگانے کا تکلف بھی نہیں کیا تھا اور آج اٹارنی جنرل صاحب ایک طویل بحث کر کے یہ ثابت کر رہے تھے کہ اگر آپ نے انگریزی کی تحریر میں مسٹر مودودی لکھ دیا ہے تو اس سے شدید تحقیر ظاہر ہوتی ہے۔

ابھی یحیٰ بختیار صاحب اس جنجال سے باہر نہیں نکلے تھے کہ انہوں نے اپنے دلائل کی زنبیل میں سے ایک اور دلیل باہر نکالی۔ اور کہا کہ انگلستان میں جماعتِ احمدیہ نے ایک ریزولیشن پاس کیا ہے جس میں Non Ahmadiyya Pakistani کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ مطلب یہ تھا کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہیں کہا گیا۔ اور یہ دعویٰ کیا کہ یہ خبر وہاں کے اخباروں میں آئی ہے آپ بے شک Verify کر لیں۔ اور کہا کہ اس کی ایک کاپی حضور کو دی جائے۔ یہ حوالہ دکھا کر یحیٰ بختیار صاحب نے یہ اعتراض کیا

''آپ ریفر کر رہے ہیں مسلمانوں کو عام طور پر as non-Muslims''

یہ ان کا ایک بے جان اعتراض تھا۔ ان الفاظ سے کہیں یہ ظاہر نہیں ہوتا تھا کہ غیر احمدی مسلمانوں کو غیر مسلم کہا جا رہا ہے۔ اس کا صرف یہ مطلب تھا کہ وہ پاکستانی جو کہ جماعتِ احمدیہ سے تعلق نہیں رکھتے اور پاکستان میں صرف مسلمان نہیں رہتے بلکہ عیسائی بھی رہتے ہیں، ہندو اور پارسی بھی رہتے ہیں۔

مغرب کی نماز کے بعد حضرت صاحب نے وضاحت کے لیے کہا کہ اس کاپی پر تو کسی اخبار کا نام نہیں، یہ کس اخبار کا حوالہ ہے۔ تو اٹارنی جنرل صاحب کو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ یہ کس اخبار میں خبر آئی تھی جس کا وہ حوالہ دے رہے تھے، انہوں نے صرف یہ کہہ کر اپنی جان چھڑائی کہ یہ مجھے ڈائرکٹ ملا ہے۔ میں معلوم کروں گا کہ کس اخبار میں خبر آئی تھی۔ اس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ انہوں نے کارروائی سے قبل کوئی سنجیدہ تیاری نہیں کی تھی۔

اس کے بعد کفر کی تعریف پر سوالات اور جوابات کا ایک طویل سلسلہ چلا۔ چونکہ اس قسم کے سوالات دورانِ کارروائی بار بار پیش کئے گئے تھے، اس لئے ہم ان کا جائزہ ایک ساتھ پیش کر دیں گے۔

معلوم ہوتا ہے کہ ممبرانِ اسمبلی خاص طور پر جماعت کے مخالفین کا صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا تھا۔ بحث ان کی امیدوں کے برعکس جا رہی تھی۔ وہ غالباً اس امید میں مبتلا تھے کہ جماعت کا وفد خدانخواستہ ایک ملزم کی طرح کٹہرے میں کھڑا ہوگا اور ان کے ہر نامعقول تبصرہ کو تسلیم کرے گا اور اس پس منظر میں جب کہ ملک میں احمدیوں کے خون کی ہولی کھیلی جا رہی تھی، جماعت کا وفد ان سے رحم کے لیے درخواست کرے گا۔ مگر ایسا نہیں ہو رہا تھا۔ اٹارنی جنرل صاحب ممبرانِ اسمبلی کے دیئے ہوئے جو

سوالات کر رہے تھے وہ نہ صرف غیر متعلقہ تھے بلکہ جب بحث آگے بڑھتی تھی تو ان سوالات کا سقم خود ہی ظاہر ہو جاتا تھا۔ جب ۵ راگست کی کارروائی ختم ہوئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ جماعتی وفد کے دیگر اراکین کے ہمراہ جب ہال سے تشریف لے گئے تو ممبرانِ اسمبلی کا غیظ و غضب دیکھنے والا تھا۔ اس وقت ان کے بغض کا لاوا پھٹ پڑا۔ ایک ممبر میاں عطاء اللہ صاحب نے بات شروع کی اور کہا

I have another point some of the witnesses who were here, for instances, Mirza Tahir, they were unnecessarily..........

اس جملہ کی اٹھان سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کے متعلق کچھ زہر اگلنا چاہتے ہیں لیکن ان کا تبصرہ سپیکر کے Just a minute کہنے سے ادھورا ہی رہ گیا۔ اس کے فوراً بعد شاہ احمد نورانی صاحب نے جھٹ اعتراض کیا

''وہ لوگ ہنستے بھی ہیں۔ باتیں بھی کرتے ہیں اس طرف دیکھ کر مذاق بھی کرتے ہیں اور سر بھی ہلاتے ہیں۔ آپ ان کو بھی چیک فرمائیں۔''

پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر جماعت کے وفد کی طرف سے کوئی نامناسب رویہ ظاہر ہوتا تو یہ کارروائی سپیکر کے زیر صدارت ہو رہی تھی اور وہ اسی وقت اس کا نوٹس لے سکتے تھے اور اٹارنی جنرل صاحب جو سوالات کر رہے تھے اس پر اعتراض کر سکتے تھے لیکن ساری کارروائی میں ایک مرتبہ بھی انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اصل میں نورانی صاحب اور ان جیسے دوسرے احباب کو یہ بات کھٹک رہی تھی کہ وہ اس خیال سے آئے تھے کہ آج ان کی فتح کا دن ہے اور خدانخواستہ جماعتِ احمدیہ کا وفد اس سیاسی اسمبلی میں ایک مجرم کی طرح پیش ہوگا لیکن جو کچھ ہو رہا تھا وہ ان کی توقعات کے بالکل برعکس تھا۔ کارروائی کے دوران جماعت کا وفد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی اعانت کر رہا تھا اور اس عمل میں ظاہر ہے آپس میں بات بھی کرنی پڑتی ہے اور اس عمل میں چہرے پر کچھ تاثرات بھی آتے ہیں۔ اور اسمبلی میں مسکرانا اور سر کو ہلانا کوئی جرم تو نہیں کہ اس کو دیکھ کر نورانی صاحب طیش میں آ گئے۔ آخر اسمبلیوں میں انسان شامل ہوتے ہیں کوئی مجسمے تو اسمبلیوں کی زینت نہیں بنتے۔

یہ واویلا صرف نورانی صاحب تک محدود نہیں تھا۔ایک اور ممبر عبدالعزیز بھٹی صاحب نے بھی کھڑے ہوکر کہا کہ گواہ یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سوال کو Avoid کرتے ہیں اور تکرار کرتے ہیں۔چیئر کا یعنی سپیکر صاحب کا فرض ہے کہ انہیں اس بات سے روکا جائے۔ جہاں تک تکرار کا سوال ہے تو اس کا جواب پہلے آ چکا ہے کہ اگر سوال دہرایا جائے گا تو اس کا جواب بھی دہرایا جائے گا۔ سپیکر صاحب نے انہیں جواب دیا کہ اگر اٹارنی جنرل صاحب یہ بات محسوس کریں کہ سوالات کے جواب نہیں دیئے جا رہے تو وہ چیئر سے اس بات کی بابت استدعا کر سکتے ہیں۔اس پر اٹارنی جنرل صاحب نے کہا کہ ان کے لئے ضروری ہی نہیں ہے کہ وہ سوال کا جواب دیں۔لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اٹارنی جنرل صاحب نے سپیکر صاحب سے کبھی یہ استدعا کی ہی نہیں کہ ان کے سوال کا جواب نہیں دیا جا رہا کیونکہ جوابات تو مل رہے تھے لیکن سننے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔

عبدالعزیز صاحب نے کہا:

"The conduct of the witness is not coming before the house as to how he is behaving ...."

یہ تبصرہ غالباً اسی ذہنی الجھن کی غمازی کر رہا تھا کہ ہم تو امید لگا کر بیٹھے تھے کہ یہ مجرم کی طرح پیش ہوں گے اور یہ الٹ معاملہ ہو رہا ہے ہمیں ہی خفت اُٹھانی پڑ رہی ہے۔اس کے بعد مولا بخش سومرو اور اتالیق شاہ صاحب نے بھی یہی اعتراض کیا کہ جوابات Evasive دیئے جا رہے ہیں۔ جب تک وہ ایک سوال کا جواب نہ دے دیں دوسری بحث میں نہ پڑا جائے۔ان سے رو رعایت نہ کی جائے۔اس پر سپیکر صاحب نے جواب دیا کہ اس معاملے میں اسی وقت ہی مداخلت کی جائے گی جب اٹارنی جنرل صاحب اس بارے میں استدعا کریں گے۔

آئینہ صداقت اور انوارِ خلافت کے حوالہ جات پر اعتراض

جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ پہلے روز کی کارروائی کے اختتام پر یہ طویل بحث ہوئی تھی کہ کفر کے کیا کیا معانی بیان ہوئے ہیں؟ چودہ سو برس پر محیط عالمِ اسلام کے لٹریچر میں یہ لفظ کن مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے؟ جماعتِ احمدیہ کے لٹریچر میں یہ لفظ کن مطالب میں بیان ہوا ہے؟ کفر کے

مختلف فتاویٰ کا کیا مطلب ہے؟ دائرہ اسلام سے خارج ہونے کی اصطلاح کا کیا مطلب ہے؟ وغیرہ۔
اسمبلی کی سپیشل کمیٹی میں کئی روز یہ اعتراض بار بار پیش کیا گیا کہ جماعت کی بعض کتب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہ ماننے والوں کے متعلق کفر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے یا انہیں کافر کہا گیا ہے۔
اس اعتراض کا مقصد یہ تھا کہ چونکہ احمدیوں کی بعض تحریروں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کرنے والوں کے متعلق کفر کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اس لئے، اب قومی اسمبلی کا یہ حق ہے کہ وہ احمدیوں کو آئین میں ترمیم کر کے غیر مسلم قرار دے دے۔ چونکہ یہ اعتراض بار بار پیش کیا گیا۔ اس لئے مناسب ہوگا کہ اس جگہ یہ ذکر ایک جگہ پر کر دیا جائے اور یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ یہ اعتراض ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت میں بھی کیا گیا تھا۔

سب سے پہلے یہ جائزہ لیتے ہیں کہ کفر کے لُغوی معنی کیا ہیں۔ اس کے اصل معنی کسی چیز کو چھپانے کے ہیں۔ رات کو بھی کافر کہا جاتا ہے۔ کاشتکار چونکہ زمین کے اندر بیج چھپاتا ہے اس لیے اسے بھی کافر کہا جاتا ہے۔ کفر کے معنی نعمت کی ناشکری کر کے اسے چھپانے کے بھی ہیں۔ اور سب سے بڑا کفر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، شریعت یا نبوت کا انکار ہے۔ (مفرداتِ امام راغب)

مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کرنے والوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تحریروں کے بعض حوالے درج ذیل ہیں۔ اگر سرسری نظر سے دیکھا جائے تو ان میں تضاد دکھائی دے گا لیکن اگر احادیثِ نبویہ ﷺ کی روشنی میں اس مفہوم کو سمجھا جائے تو یہ درحقیقت تضاد نہیں۔ ان میں وہ حوالہ جات بھی شامل ہیں جن پر اعتراض کیا جاتا ہے اور یہ حوالے اس کارروائی کے دوران بھی پیش کئے گئے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تریاق القلوب میں تحریر فرماتے ہیں

''کیونکہ ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہوسکتا۔ ہاں ضال اور جادۂ صواب سے منحرف ضرور ہوگا۔ اور میں اس کا نام بے ایمان نہیں رکھتا۔ ہاں میں ایسے سب لوگوں کو ضال اور جادۂ صدق وصواب سے دور سمجھتا ہوں جو اُن سچائیوں سے انکار کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے میرے پر کھولی ہیں۔ میں بلاشبہ ایسے ہر ایک آدمی کو ضلالت کی آلودگی سے مبتلا سمجھتا ہوں جو حق اور راستی

سے منحرف ہے۔لیکن میں کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا جب تک وہ میری تکفیر اور تکذیب کر کے اپنے تئیں خود کافر نہ بنالیوے۔سو اس معاملہ میں ہمیشہ سے سبقت میرے مخالفوں کی طرف سے ہے کہ انہوں نے مجھ کو کافر کہا۔میرے لئے فتویٰ طیار کیا۔میں نے سبقت کر کے ان کے لئے کوئی فتویٰ طیار نہیں کیا۔اور اس بات کا وہ خود اقرار کر سکتے ہیں کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمان ہوں تو مجھ کو کافر بنانے سے رسول اللہ ﷺ کا فتویٰ ان پر یہی ہے کہ وہ خود کافر ہیں۔سو میں ان کو کافر نہیں کہتا بلکہ وہ مجھ کو کافر کہہ کر خود فتویٰ نبوی کے نیچے آتے ہیں۔''(۸)

تریاق القلوب میں اسی عبارت کے نیچے حاشیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

''یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکامِ جدیدہ لاتے ہیں۔لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدّث ہیں گو وہ کیسی ہی جنابِ الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعتِ مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں۔ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔ہاں بدقسمت منکر جو ان مقربانِ الٰہی کا انکار کرتا ہے وہ اپنے انکار کی شامت سے دن بدن سخت دل ہوتا جاتا ہے۔یہاں تک کہ نورِ ایمان اس کے اندر سے مفقود ہو جاتا ہے اور یہی احادیثِ نبویّہ سے مستنبط ہوتا ہے کہ انکارِ اولیاء اور ان سے دشمنی رکھنا اوّل انسان کو غفلت اور دنیا پرستی میں ڈالتا ہے اور پھر اعمالِ حسنہ اور افعالِ صدق اور اخلاص کی ان سے توفیق چھین لیتا ہے۔''(۸)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ آپؑ نے تریاق القلوب میں تحریر فرمایا ہے کہ آپ کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں بنتا علاوہ ان لوگوں کے جو آپ کی تکفیر کر کے کافر بن جائیں۔لیکن عبدالحکیم خان کے نام مکتوب میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ ہر شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔اس بیان اور پہلی کتابوں کے بیان میں تناقض ہے۔اس کا جواب آپ نے حقیقۃ الوحی میں یہ تحریر فرمایا:۔

''یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان

ٹھہراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے......

......جو کھلے کھلے طور پر خدا کے کلام کی تکذیب کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ہزارہا نشان دیکھ کر جو زمین اور آسمان میں ظاہر ہوئے پھر بھی میری تکذیب سے باز نہیں آتے۔ وہ خود اس بات کا اقرار رکھتے ہیں کہ اگر میں مفتری نہیں اور مومن ہوں تو اس صورت میں وہ میری تکذیب اور تکفیر کے بعد کافر ہوئے اور مجھے کافر ٹھہرا کر اپنے کفر پر مہر لگا دی۔ یہ ایک شریعت کا مسئلہ ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے......''(۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حقیقۃ الوحی میں تحریر فرماتے ہیں:-

''......کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے اور کفر دو قسم پر ہے

(اوّل) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کر لینے کے خدا اور رسول کے حکم کو نہیں مانتا وہ بموجب نصوص صریحہ قرآن اور حدیث کے خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا اور اس میں شک نہیں کہ جس پر خدا تعالیٰ کے نزدیک اوّل قسم کفر یا دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا۔ اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا اور وہ مکذّب اور منکر ہے تو گو شریعت نے (جس کی بناء ظاہر پر ہے) اس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے اور ہم بھی اس کو باتباعِ شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں پھر بھی وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا قابلِ مواخذہ نہیں ہوگا۔ ہاں ہم اس بات کے مجاز نہیں ہیں کہ ہم اُس کی نسبت نجات کا حکم دیں اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے ہمیں اس میں دخل نہیں اور جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں۔ یہ علم

محض خدا تعالیٰ کو ہے کہ اس کے نزدیک باوجود دلائلِ عقلیہ اور نقلیہ اور عمدہ تعلیم اور آسمانی نشانوں کے کس پر ابھی تک اتمام حجت نہیں ہوا۔ ہمیں دعوے سے کہنا نہیں چاہئے کہ فلاں شخص پر اتمام حجت نہیں ہوا ہمیں کسی کے باطن کا علم نہیں ہے۔'' (۱۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے آخری دنوں میں مشہور سیاسی لیڈر سر فضل حسین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ سوالات آپ کی خدمت میں پیش کئے۔ اس گفتگو کے دوران آپ نے فرمایا:۔

''ہم کسی کلمہ گو کو اسلام سے خارج نہیں کہتے جب تک وہ ہمیں کافر کہہ کر خود کافر نہ بن جائے۔'' (ملفوظات جلد ۵ ص ۶۳۵)

اسی مضمون کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اپنی تصنیف آئینہ صداقت میں تحریر فرماتے ہیں

''میرا عقیدہ ہے کہ کفر درحقیقت خدا تعالیٰ کے انکار کی وجہ سے ہوتا ہے اور جب بھی کوئی وحی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسی نازل ہو کہ اس کا ماننا لوگوں کے لئے حجت ہو اس کا انکار کفر ہے اور چونکہ وحی کو انسان تب ہی مان سکتا ہے کہ جب وحی لانے والے پر ایمان لائے۔ اس لئے وحی لانے والے پر ایمان بھی ضروری ہے۔ اور جو نہ مانے وہ کافر ہے۔ اس وجہ سے نہیں کہ وہ زید یا بکر کو نہیں مانتا بلکہ اس وجہ سے کہ اس کے نہ ماننے کے نتیجہ میں اسے خدا تعالیٰ کے کلام کا بھی انکار کرنا پڑے گا...... اور چونکہ میرے نزدیک ایسی وحی جس کا ماننا تمام بنی نوع انسان پر فرض کیا گیا ہے حضرت مسیح موعودؑ پر ہوئی ہے اس لئے میرے نزدیک بموجب تعلیم قرآن کریم کے ان کے نہ ماننے والے کافر ہیں خواہ وہ باقی سب صداقتوں کو مانتے ہوں۔'' (۱۱)

سرسری نظر سے ان حوالہ جات کو پڑھنے سے ایک ناواقف شخص شاید یہ نتیجہ نکالے کہ ان حوالہ جات میں تضاد ہے کہ ایک جگہ لکھا ہے کہ ایسا شخص کافر ہے اور ایک اور جگہ پر لکھا ہے کہ ایسا شخص کافر نہیں ہے۔ لیکن درحقیقت یہاں پر کوئی تضاد نہیں۔ اس قسم کے مضامین احادیث نبویہ ﷺ میں بھی بیان ہوئے ہیں۔

مثلاً صحیح مسلم کی کتاب الایمان میں روایات ہیں کہ جو اپنے آپ کو کسی کا بیٹا کہے اور وہ جانتا ہو

کہ وہ اس کا بیٹا نہیں ہے اس نے کفر کیا (بَابُ مَنِ ادَّعیٰ اِلَی غَیرِ اَبِیہِ) اور ایک اور روایت میں ہے کہ جو اپنے باپ سے بیزار ہوا وہ کافر ہو گیا (بَابُ بَیَانِ حَالِ اِیمَانِ مَنْ رَغِبَ عَنْ اَبِیہِ) اسی طرح رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں دو چیزیں ہیں جو کفر ہیں۔ایک نسب پر طعن کرنا اور دوسرے میت پر چلا کر رونا (اِطلَاقُ اسمِ الکُفرِ عَلی طَعنٍ فِی النَّسَبِ وَالنِّیَاحَۃِ)۔ اسی طرح ارشادِ نبوی ہے کہ جس نے کہا کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش پڑی اس نے کفر کیا (بَیَانُ کُفرِ مَنْ قَالَ مُطِرنَا بِالنَّوءِ) پھر ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ آدمی اور شرک اور کفر کے درمیان نماز کا ترک کرنا ہی ہے اور اس پر امام مسلمؒ نے باب ہی یہ باندھا ہے **بَیَانُ اِطْلَاقِ اَسْمَاءِ الْکُفْرِ عَلٰی مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ** یعنی جس نے نماز ترک کی اس پر کفر کے نام کے اطلاق کا بیان۔اسی طرح سنن ابی داوٗد میں حدیث بیان ہوئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کریم کے بارے میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔(باب ۳۹۱ نَھیٌ عَنِ الجِدَالِ فِی القُرآنِ)۔ جامع ترمذی ابواب الطہارۃ میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کاہن کے پاس گیا اس نے اس کا جو محمد ﷺ پر نازل ہوا انکار کیا۔(بَابُ مَا جَاءَ فِی کَرَاھِیَۃِ اِتیَانِ الحَائِضِ)۔ جامع ترمذی میں حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی قسم کھائی اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔(بَابُ فِی کَرَاھِیَۃِ الحَلفِ بِغَیرِ اللّٰہِ)۔اسی طرح ترمذی میں بیان ہوا ہے کہ جس کو کوئی عطا دی گئی اور اس نے تعریف کی تو اس نے شکر کیا اور جس نے چھپایا اس نے کفر کیا۔(بَابُ مَا جَاءَ فِی المُتَشَبِّعِ بِمَا لَم یُعطِہِ) اور رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی ظالم کے ساتھ چلا کہ اس کی تائید کرے اور وہ جانتا ہے کہ وہ ظالم ہے تو وہ شخص اسلام سے نکل گیا (مِشکوٰۃ شریف بَابُ الظُّلمِ)۔ان احادیث میں بہت سے امور ایسے بیان ہوئے ہیں جن کا مرتکب جب تک کہ ان کو ترک نہیں کرتا وہ بموجب ارشادِ نبوی کفر کرتا ہے۔لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے زمانہ مبارک میں جو لوگ ان افعال کے مرتکب ہوتے تھے اس وقت کیا قانون کی رو سے وہ غیر مسلم شمار ہوتے تھے کہ نہیں۔مثلاً اس وقت کے اسلامی قانون کے مطابق مسلمانوں سے زکوٰۃ وصول کی جاتی تھی اور غیر مسلموں سے جزیہ وصول کیا جاتا تھا۔اور زمانہ نبوی میں ایسے لوگ موجود تھے جو نماز ادا نہیں کرتے تھے یا میّت پر چیخ کر نوحہ کرتے تھے یا اپنے باپوں سے بیزار تھے، یا غلطی سے غیر اللہ کی قسم کھا جاتے تھے تو کیا ایسے لوگوں کو اس وقت کے قانون کی رو سے غیر مسلم

شمار کر کے ان سے جزیہ وصول کیا جاتا تھا، یا ان پر ممانعت تھی کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکیں یا ان پر ممانعت تھی کہ وہ مسجد میں آ کر مسلمانوں کے ساتھ نماز ادا کر سکیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یقیناً ایسا نہیں تھا ان پر اس قسم کی کوئی پابندی نہیں تھی۔ ان افعال کے مرتکب جب تک کہ اپنے افعال سے توبہ کر کے انہیں ترک نہ کر دیں کفر تو کرتے تھے لیکن یہ ان کا اور خدا تعالیٰ کے درمیان معاملہ تھا۔ گو ان احادیث کی رو سے ان افعال کے مرتکب افراد خدا کی نظر میں دائرہ اسلام سے تو خارج ہو جاتے تھے لیکن اس دنیا میں ملتِ اسلامیہ میں شامل رہتے ہیں اور انہیں غیر مسلموں میں ہرگز شمار نہیں کیا جاتا اور سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے خود اس امر کو اچھی طرح واضح فرمایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:-

"جس نے ہماری نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کو اپنا قبلہ بنایا اور ہمارا ذبیحہ کھایا وہ مسلمان ہے جس کے لئے اللہ اور رسول کی امان ہے پس تم اللہ کے ساتھ اس کی دی ہوئی امان میں بے وفائی نہ کرو۔" (صحیح بخاری، کِتَابُ الصَّلٰوۃِ۔ باب ۲۶۹)

اور اس سے اگلی حدیث میں ہے کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا، ہماری طرح نماز پڑھی ہمارے قبلہ کو اپنایا، ہمارا ذبیحہ کھایا تو ان کا خون ہمارے لئے حرام ہے اور ان کا حساب لینا اللہ تعالیٰ پر ہے۔ اس مضمون کی احادیث دوسری معتبر کتب احادیث میں بھی بیان ہوئی ہیں مثلاً سنن ابی داؤد کتاب الجہاد میں اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جس نے **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پڑھا، ہمارے قبلہ کو اپنا قبلہ بنایا، ہمارا ذبیحہ کھایا اور ہماری نماز پڑھی اس کا خون ہم پر حرام ہے، جو مسلمانوں کا حق ہے وہ ان کا حق ہے اور ان پر وہ حق ہے جو مسلمانوں پر ہے۔ ان احادیث سے یہ صاف طور پر ظاہر ہے کہ قانونی طور پر جو مذکورہ بالا معیار پر پورا اترے وہ مسلمان شمار ہوگا اور اس کو عرف عام میں مسلمان ہی کہا جائے گا اور وہ ملتِ اسلامیہ کا ہی حصہ سمجھا جائے گا اور ان کے باقی اعمال کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ اگرچہ پہلے بیان شدہ احادیث میں بہت سے ایسے اشخاص کے متعلق کہا گیا تھا کہ انہوں نے اپنے اعمال کے نتیجے میں کفر کیا ہے۔ یہ امر قرآن کریم کے الفاظ کی معروف ترین لغت مفرداتِ امام راغب میں بھی بیان ہوا ہے۔ مفرداتِ امام راغب میں لفظ اسلام کی وضاحت میں لکھا ہے کہ شرعاً اسلام کی دو قسمیں ہیں۔ اگر کوئی شخص زبان سے اقرار کر لے۔ دل سے معتقد ہو یا نہ ہو اس سے انسان کی جان مال عزت محفوظ ہو جاتی ہے مگر اس کا درجہ ایمان سے کم ہے اور

دوسرا درجہ اسلام کا وہ ہے جو ایمان سے بڑھ کر ہے اور وہ یہ ہے کہ زبان کے اعتراف کے ساتھ دلی اعتقاد بھی ہو اور عملاً اس کے تقاضوں کو پورا بھی کرے۔

جماعتِ احمدیہ کا یہی مسلک رہا ہے جو شخص اس قسم کی صورتوں میں، احادیثِ نبویہ کی روشنی میں جن کی چند مثالیں اوپر دی گئی ہیں، غلط افعال یا عقائد کی وجہ سے، دائرہ اسلام سے خارج بھی ہو لیکن وہ کلمہ پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو تو اسے بھی عرفِ عام میں مسلمان ہی کہا جائے گا اور وہ ملتِ اسلامیہ میں ہی شمار ہو گا اور قانون کی رو سے اسے مسلمان ہی سمجھا جائے گا۔ اس کا حساب اللہ تعالیٰ لے گا۔ حکومتوں یا انسانوں کا یہ کام نہیں ہے کہ اس سے یہ حق چھینیں۔ ورنہ تو یہ بھی ماننا پڑے گا جو شخص تین جمعے عمداً ترک کرے وہ قانون کی رو سے مسلمان نہیں ہے اور اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتا، جو میّت پر چیخ کر روئے وہ قانون کی رو سے مسلمان نہیں ہے اور اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتا، جو نماز ترک کرے وہ قانون کی رو سے مسلمان نہیں ہے اور اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتا، جو غیر اللہ کی قسم کھائے وہ قانون کی رو سے مسلمان نہیں ہے اور اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتا۔ ظاہر ہے مندرجہ بالا صورت محض فتنہ کا دروازہ کھولنے والی بات ہو گی اور زمانہ نبوی ﷺ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اسی طرح جماعت کے لٹریچر میں جن چند جگہوں کے حوالے ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت میں بھی دیئے گئے تھے اور اب بھی دیئے جا رہے تھے کہ ان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب کو کفر لکھا گیا ہے یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب کو دائرہ اسلام سے نکلنے کا مترادف لکھا گیا ہے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ ملتِ اسلامیہ سے خارج ہیں یا انہیں یہ حق نہیں کہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں۔ اس کی وضاحت بارہا جماعتی لٹریچر میں دی گئی ہے۔

جب ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے یہ سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص مرزا غلام احمد صاحب کے دعاوی پر غور کرنے کے بعد اس دیانتدارانہ نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ یہ دعاوی غلط ہیں تو کیا ایسا شخص مسلمان رہے گا؟ تو اس پر حضور نے جواب دیا کہ ہاں عمومی طور پر اس کو مسلمان ہی سمجھا جائے گا۔

اور اسی کارروائی کے دوران جب جماعتِ اسلامی کے وکیل چوہدری نذیر احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے سوال کیا:۔

''کیا آپ اب بھی یہ عقیدہ رکھتے ہیں جو آپ نے کتاب آئینہ صداقت کے پہلے باب میں صفحہ ۳۵ پر ظاہر کیا تھا۔ یعنی یہ کہ تمام وہ مسلمان جنہوں نے مرزا غلام احمد صاحب کی بیعت نہیں کی خواہ انہوں نے مرزا صاحب کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔''

اس کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا:

''یہ بات خود اس بیان سے ظاہر ہے کہ میں ان لوگوں کو جو میرے ذہن میں ہیں مسلمان سمجھتا ہوں۔ پس جب میں کافر کا لفظ استعمال کرتا ہوں تو میرے ذہن میں دوسری قسم کے کافر ہوتے ہیں جن کی میں پہلے ہی وضاحت کر چکا ہوں یعنی وہ جو ملت سے خارج نہیں۔ جب میں کہتا ہوں کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں تو میرے ذہن میں وہ نظریہ ہوتا ہے جس کا اظہار کتاب مفرداتِ راغب کے صفحہ ۲۴۰ پر کیا گیا ہے۔ جہاں اسلام کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک دُوْنَ الْاِیْمَانِ اور دوسرے فَوْقَ الْاِیْمَانِ۔ دُوْنَ الْاِیْمَانِ میں وہ مسلمان شامل ہیں جن کے اسلام کا درجہ ایمان سے کم ہے۔ فَوْقَ الْاِیْمَانِ میں ایسے مسلمانوں کا ذکر ہے جو ایمان میں اس درجہ ممتاز ہوتے ہیں کہ وہ معمولی ایمان سے بلند تر ہوتے ہیں۔ اس لئے میں نے جب یہ کہا تھا کہ بعض لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں تو میرے ذہن میں وہ مسلمان تھے جو فوق الایمان کی تعریف کے ماتحت آتے ہیں۔ مشکوٰۃ میں بھی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی ظالم کی مدد کرتا ہے اور اس کی حمایت کرتا ہے وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔''

(تحقیقاتی عدالت میں حضرت امام جماعتِ احمدیہ کا بیان، ناشر احمدیہ کتابستان حیدر آباد۔ ص ۲۰،۱۹)

آئینہ صداقت کا جو حوالہ پیش کر کے یہ اعتراض اُٹھایا جاتا ہے کہ اس میں غیر احمدی مسلمانوں کو غیر مسلم کہا گیا ہے خود اُس عبارت میں غیر احمدی مسلمانوں کو مسلمان قرار دیا گیا ہے۔ اس حقیقت سے یہ اعتراض بالکل باطل ہو جاتا ہے۔

اور اس کارروائی کے دوران ۶ راگست کو جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے سوال کیا گیا کہ ایسی صورت میں اگر کسی شخص کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا ہے تو کیا پھر بھی

مسلمان ہوگا۔اس پر حضور نے فرمایا کہ ہاں وہ ملتِ اسلامیہ کا فرد ہوگا۔اور وہ بعض جہت سے مسلمان ہے اور بعض جہت سے کافر ہے۔

اور ۷/اگست کو جب دوپہر کے سیشن کی کارروائی ہوئی ہے تو اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس موقع پر بھی یہ فرمایا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے اب تک دو مختلف گروہ پیدا ہوتے رہے ہیں ایک وہ مخلصین جنہوں نے اسلام کو اچھی طرح قبول کیا اور ان لوگوں نے رضا کارانہ طور پر اپنی مرضی اور اختیار سے اپنی گردنیں خدا تعالیٰ کے حضور میں پیش کر دیں۔اپنے اخلاص کے مطابق خدا کی راہ میں قربانی کرنے والا اور تمام احکامات پر عمل کرنے والا یہ ایک گروہ ہے۔اس کے ساتھ ایک دوسرا گروہ بھی ہے جو اس مقام کا نہیں ہے۔حضور نے حدیث کا حوالہ دے کر فرمایا کہ رسولِ کریم ﷺ کے زمانہ سے بعض گناہوں کے متعلق کفر کا لفظ استعمال ہوتا تھا اور ساتھ ہی ان کو مسلمان بھی کہا جاتا تھا اور حضور نے یہ آیت کریمہ پڑھی:۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا (الحجرات:۱۵)

یعنی اعراب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے کہو کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ کہو کہ ہم اسلام لے آئے ہیں یا ہم نے اطاعت کر لی ہے۔

اس پر اٹارنی جنرل صاحب نے سوال کیا کہ کیا احمدیوں میں بھی اس قسم کے مسلمان ہیں؟اس پر حضور نے جواب دیا کہ احمدیوں میں بھی ایک ایسا گروہ ہے جو کہ مخلص ہے اور دوسرا گروہ بھی ہے۔اس پر پھر اٹارنی جنرل صاحب نے سوال کیا کہ پھر وہ بھی کافر ہوئے اس حد تک۔اس پر حضور نے جواب دیا ''اس حد تک وہ بھی کافر''۔

اس کے بعد اٹارنی جنرل صاحب نے سوال کیا کہ اگر ایک شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنی طرف سے نیک نیتی سے انکار کرتا ہے تو اس کی کیا حیثیت ہے؟اس پر حضور نے فرمایا

''ہاں وہ گنہگار ہے۔''

اٹارنی جنرل صاحب نے پھر سوال کیا کہ وہ شخص کس Category میں کافر ہے؟ اس پر حضور نے فرمایا ''جس طرح نماز نہ پڑھنے والا۔''

اس پر اٹارنی جنرل صاحب نے کہا ''بس اتنا ہی؟ یہ مسلمان رہتا ہے؟''

اس پر حضور نے پھر فرمایا کہ

''مسلمان رہتا ہے۔ اس واسطے میں نے اس کی وضاحت کی ہے۔''

اس وضاحت کے بعد بھی اٹارنی جنرل صاحب یہ گفتگو چلاتے رہے اور ان لوگوں کے متعلق سوال کیا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اتمامِ حجت کے بعد نبی نہیں مانتے۔ اس پر حضور نے پھر جواب دیا کہ

''جو شخص حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ کو نبی نہیں مانتا لیکن وہ حضرت نبی اکرم خاتم الانبیاء ﷺ کی طرف خود کو منسوب کرتا ہے اس کو کوئی شخص غیر مسلم کہہ ہی نہیں سکتا۔''

پھر حضور نے فرمایا:۔

''ہر وہ شخص جو محمد ﷺ کی طرف خود کو منسوب کرتا ہے وہ مسلمان ہے ...... اور کسی دوسرے کا حق نہیں ہے کہ اس کو غیر مسلم قرار دے۔''

5/اگست کی کارروائی کے اختتام پر بھی اس موضوع پر سوالات ہوئے۔ اٹارنی جنرل صاحب کی کوشش تھی کہ جماعتِ احمدیہ کا وفد اس موقف کا اظہار کرے کہ جماعتِ احمدیہ کے نزدیک جو مسلمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کرتے ہیں وہ ملتِ اسلامیہ میں شمار نہیں ہوتے اور وہ آنحضرت ﷺ کی امت کا حصہ نہیں ہیں اور غیر مسلم ہیں اور اسی طرح کی کوشش اس وقت بھی کی گئی تھی جب 1953ء کی انکوائری میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی پر سوالات کیے گئے تھے۔ ایسے لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے جن کے متعلق چودہ سو سال سے کفر کے فتوے دیئے جا رہے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:۔

''اس کا مطلب اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ ان کے بعض کام ہمارے نزدیک ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پیارے نہیں ......''

یحییٰ بختیار: یعنی وہ مسلمان پھر بھی رہتے ہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ: وہ قابلِ مواخذہ ہیں اللہ کے نزدیک۔

یحییٰ بختیار: نہیں، پھر بھی وہ مسلمان رہتے ہیں یا نہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ: اگر پانچ ارکانِ اسلام کے علاوہ باقی جو تعلیم ہے اور احکامِ قرآنی ہیں، ان کو چھوڑ کے یا خود ان پانچ پر عمل نہ کر کے بھی مسلمان رہتا ہے، ...... پھر وہ

ایک sense میں مسلمان رہتے ہیں ایک میں نہیں۔

پھر اٹارنی جنرل صاحب نے سوال کیا کہ علماء جن کے متعلق یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے، ان کی کیا حیثیت ہے۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

"میرے نزدیک صرف یہ ہے کہ وہ قیامت والے دن مرنے کے بعد قابلِ مواخذہ ہوں گے۔"

پھر 5 راگست کی کارروائی کے دوران اس موضوع پر سوالات آگے بڑھے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:-

"کلمہ طیبہ کا انکار کرے کوئی شخص تو وہ ملتِ اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے، امتِ مسلمہ میں نہیں رہتا لیکن جو بدعقیدگیاں ہیں، دوسری کمزوریاں ہیں، گنہگار ہے، انسان بڑا کمزور ہے، میں بھی آپ بھی، اللہ محفوظ رکھے ہمیں، تو اس کو ابنِ تیمیہ یہ کہتے ہیں:-

ایک کفر ہے جو ملت سے خارج کر دیتا ہے اور دوسرا کفر ہے جو ملت سے خارج نہیں کرتا۔ جو کلمہ طیبہ کا انکار ہے وہ ملت سے خارج کر دیتا ہے۔"

اس کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس اصولی موقف کا اظہار فرمایا:-

"جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، وہ مسلمان رہتا ہے۔"

پھر یحییٰ بختیار صاحب نے ان دوسو مولویوں کی بابت سوال کیا جنہوں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا کہ وہ بھی ملتِ اسلامیہ سے خارج نہیں سمجھے جا سکتے۔

اور یہ بات صرف احمدیوں کے لٹریچر تک محدود نہیں کہ ایسے افراد بھی ہوتے ہیں جن پر ایک لحاظ سے کفر کا لفظ تو آتا ہے لیکن وہ پھر بھی ملتِ اسلامیہ میں ہی رہتے ہیں اور ان کو عرفِ عام میں مسلمان ہی کہا جاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس کارروائی کے دوران پرانے علماء میں سے مشہور علّامہ ابنِ تیمیہ کا حوالہ دیا۔ وہ اپنی تصنیف کتاب الایمان میں لکھتے ہیں:-

"..فَقَالَتِ الْعُلَمَاءُ فِي تَفْسِيرِ الْفُسُوقِ هَاهُنَا هِيَ الْمَعَاصِي قَالُوا فَلَمَّا

کَانَ الظُّلْمُ ظُلْمَیْنِ وَالْفِسْقُ فِسْقَیْنِ کَذَالِکَ الْکُفْرُ کُفْرَانِ اَحَدُھُمَا یَنْقُلُ عَنِ الْمِلَّۃِ وَالْاٰخَرُ لَا یَنْقُلُ عَنِ الْمِلَّۃِ‘‘

(کتاب الایمان، تصنیف احمد ابن تیمیہ ،ناشر مطبع الانصاری، دھلی ص ۱۷۱)

یعنی جس طرح ظلم دو قسم کا ہوتا ہے، فسق دو قسم کا ہوتا ہے کفر بھی دو قسم کا ہوتا ہے۔ایک کفر ملت سے نکالنے کا باعث بنتا ہے اور دوسرا کفر ملت سے نکالنے کا باعث نہیں بنتا۔

اس کے علاوہ اس دور میں جماعت کے اشد مخالف مولوی شبیر عثمانی صاحب کا کہنا تھا:۔

’’......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کُفْرٌ دُوْنَ کُفْرٍ کے الفاظ بعینہ مروی نہیں ہیں بلکہ ان سے ’’وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ‘‘ کی تفسیر میں ’’اَیْ اَلْکُفْرُ لَا یَنْقُلُ عَنِ الْمِلَّۃِ‘‘ منقول ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کفر چھوٹا بڑا ہوتا ہے، بڑا کفر تو ملت سے ہی نکال دیتا ہے جب کہ چھوٹا ملت سے نہیں نکالتا۔معلوم ہوا کہ کفر کے انواع و مراتب ہیں......‘‘

(کشف الباری عمافی صحیح البخاری جلد دوم،افادات شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان ناشر مکتبہ فاروقیہ کراچی، ص ۲۰۰)

اب ہم اس فلسفہ کا جائزہ لیتے ہیں چونکہ احمدیوں کی بعض تحریروں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انکار کو کفر قرار دیا گیا ہے، اس لئے انہیں آئین میں غیر مسلم قرار دینا چاہئے۔تو پھر ہمیں یہ اصول تسلیم کرنا پڑے گا کہ جس فرقہ کی تحریروں میں دوسرے فرقہ کے لوگوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہوا سے آئین میں تبدیلی کر کے غیر مسلم قرار دینا چاہئے۔اس اصول کے مضمرات کا جائزہ لینے کے لیے ہم دیکھتے ہیں کہ صدیوں سے مختلف علماء دوسرے فرقوں کے متعلق اوران کے ایمان کے بارے میں کیا فتاویٰ دیتے رہے ہیں۔حنفیوں کی کتاب عرفانِ شریعت میں لکھا ہے کہ غیر مقلدین کی بدعت بہت وجہ سے کفر تک پہنچی ہوئی ہے کیونکہ وہ اجماع،تقلید اور قیاس کے منکر ہیں اور بقول ان کے انہوں نے انبیاء کی شان میں گستاخی کی ہے۔اور اسی کتاب میں یہ فتویٰ ہے کہ حنفیوں کی نماز غیر مقلدین کے پیچھے درست نہیں اور وجوہات میں سے یہ وجوہات بھی لکھی ہیں کہ اگر کٹورہ پانی میں چھ ماشہ پیشاب پڑ جائے تو وہ اسے پاک سمجھتے ہیں۔اسی طرح شافعی اگر فرائض و شرائط حنفی کی رعایت نہ رکھیں تو ان کے پیچھے بھی نماز درست نہیں (۴۸)۔خدا تعالیٰ کے مامور کی تکذیب و تکفیر تو ایک طرف رہی فتاویٰ عثمانی

مصنفہ تقی عثمانی صاحب میں لکھا ہے کہ اگر کوئی علماء کو بُرا بھلا کہے اور سبّ وشتم کرے تو یہ نہ صرف بدترین اور فسق ہے بلکہ ان کلمات کا کلماتِ کفر ہونے کا اندیشہ ہے اور اگر ایک شخص مؤذن کو بُرا بھلا کہے کہ وہ اذان کیوں دیتا ہے یہ کلماتِ کفر ہوں گے اور اگر کوئی شخص منکرِ حدیث ہو تو یہ کفر ہے اور تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح ضروری ہے، نہ صرف یہ بلکہ اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ جہنم دائمی نہیں ہے تو اس کلمہ پر بھی کفر کا اندیشہ ہے (۴۹)۔ بعض علماء تو اس طرف گئے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ قرآن شریف مخلوق ہے یا اگر یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کی رؤیت محال ہے تو یہ بھی ان لوگوں میں شامل ہے جنہیں کافر کہنا چاہئے (۵۰)۔ دیوبندی مسلک کی کتاب عزیز الفتاویٰ میں لکھا ہے اگر نکاحِ ثانی کو معیوب سمجھا جائے تو اس سے کفر کا اندیشہ ہے اور یہ بھی لکھا کہ ایک مرد صالح کو ڈانٹنے اور ذلیل کرنے سے آدمی فاسق اور بے دین ہو جاتا ہے (۴۸)۔ اسی طرح دیوبندیوں کی طرف سے ان کے نمایاں عالم رشید احمد گنگوہی صاحب نے فتویٰ دیا تھا کہ شیعہ حضرات جو تعزیہ نکالتے ہیں وہ بُت ہے اور تعزیہ پرستی کفر ہے۔ جب ایک شخص نے ان سے میلاد میں شرکت کرنے والوں کے متعلق جو یہ مانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حاضر ہوتے ہیں اور بریلوی عالم احمد رضا خان صاحب کے بعض معتقدات کا ذکر کر کے ان کے متعلق سوال کیا تو رشید احمد گنگوہی صاحب نے جواب دیا جو شخص اللہ جلّ شانہٗ کے سوا عالم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے اور اللہ تعالیٰ کے برابر کسی دوسرے کا علم جانے وہ بے شک کافر ہے اس کی امامت اور اس سے میل جول محبت مودّت سب حرام ہیں۔

روافض کے متعلق سوال کیا گیا تو گنگوہی صاحب نے فتویٰ دیا کہ علماء میں سے بعض نے ان کے متعلق کافر کا حکم دیا ہے اور بعض نے ان کو مرتد قرار دیا ہے (۵۱)۔ فرنگی محل کے عالم مولوی عبدالحي صاحب نے فتوے دیئے کہ بعض شیعہ فرقے کافر ہیں (۵۲)۔ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین جو کہ بریلوی قائد احمد رضا خان صاحب کی تصنیف ہے اس میں لکھا ہے کہ:-

''ہر وہ شخص کہ دعویٰ اسلام کے ساتھ ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا منکر ہو یقیناً کافر ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنے اور اس کی جنازے کی نماز پڑھنے اور اس کے ساتھ شادی بیاہ کرنے اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانے اور اس کے پاس بیٹھنے اور اس سے بات چیت کرنے اور تمام معاملات میں اس کا حکم وہی ہے جو مرتدوں کا حکم ہے۔ (۵۳)

بریلوی مسلک کے قائد احمد رضا خان صاحب نے مسلمانوں کے کئی فرقوں کو یہودیوں اور عیسائیوں سے بھی بدتر قرار دیا ہے اور واضح طور پر مرتد قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ ان کا فتویٰ تھا کہ یہودیوں کے ہاتھ کا ذبیحہ تو حلال ہے لیکن مسلمانوں کے کئی فرقوں کے ہاتھ کا ذبیحہ حرام اور نجس ہے۔ ان کے فتوے کے الفاظ ہیں:-

''یہودی کا ذبیحہ حلال ہے جب کہ نام الٰہی عَزَّ جَلالُہٗ لے کر ذبح کرے۔ یونہی اگر کوئی واقعی نصرانی ہو نہ نیچری دہریہ جیسے آج کل کے عام نصاریٰ ہیں کہ نیچری کلمہ گو مدعی اسلام کا ذبیحہ تو مردار ہے نہ کہ مدعی نصرانیت کا رافضی تبرائی، وہابی دیوبندی، وہابی غیر مقلد، قادیانی، چکڑالوی، نیچری، ان سب کے ذبیحے محض نجس و مردار حرام قطعی ہیں۔ اگرچہ لاکھ بار نام الٰہی لیں اور کیسے ہی متقی پرہیزگار بنتے ہوں کہ یہ سب مرتدین ہیں۔ وَلَا ذَبِیْحَۃَ لِمُرْتَدّ ......''

(احکامِ شریعت ۔ص138 ۔تصنیف احمد رضا خان بریلوی صاحب۔ ناشر ممتاز اکیڈمی لاہور)

پھر احمد رضا خان بریلوی صاحب مسلمانوں کے کئی فرقوں پر مرتد اور کافر ہونے کا فتویٰ ان الفاظ میں لگاتے ہیں۔

''......مرتدوں میں سب سے خبیث تر مرتد منافق، رافضی، وہابی، قادیانی، نیچری چکڑالوی کہ کلمہ پڑھتے ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان کہتے، نماز وغیرہ افعال اسلام بظاہر بجا لاتے بلکہ وہابی وغیرہ قرآن وحدیث کا درس دیتے لیتے اور دیوبندی کتبِ فقہ کو ماننے بھی شریک ہوتے بلکہ چشتی، نقشبندی وغیرہ بن کر پیری مریدی کرتے اور علماء و مشائخ کی نقل اتارتے اور بایں ہمہ محمد رسول اللہ ﷺ کی توہین کرتے یا ضروریاتِ دین سے کسی شے کا انکار رکھتے ہیں۔ ان کی اس کلمہ گوئی وادعائے اسلام نے اور افعال واقوال میں مسلمانوں کی نقل اتارنے ہی نے ان کو اَخبَث وَ اَضر اور ہر کافر اصلی یہودی، نصرانی، بت پرست، مجوسی سب سے بدتر کردیا......''

(احکام ِ شریعت ۔ص139 ۔مصنفہ احمد رضا خان صاحب)

احمد رضا خان صاحب بریلوی کا فتویٰ جو رَدّ الرفضہ کے نام سے شائع ہوا تھا اس میں لکھا ہے۔

''بالجملہ ان رافضیوں تبرائیوں کے باب میں حکمِ یقینی قطعی اجماعی یہ ہے کہ وہ علی العموم کفار مرتدین ہیں۔ ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے۔ ان کے ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے۔

معاذ اللہ مرد رافضی اور عورت مسلمان ہو تو یہ سخت قہر الٰہی ہے۔ اگر مرد سنی اور عورت ان خبیثوں میں کی ہو جب بھی ہرگز نکاح نہ ہوگا محض زنا ہوگا۔ اولاد ولد الزنا ہوگی۔ باپ کا ترکہ نہ پائے گی۔ اگرچہ اولاد بھی سنی ہو کہ شرعاً ولد الزنا کا باپ کوئی نہیں ......۔

جو ان ملعون عقیدوں پر آگاہ ہو کر بھی انہیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے خود کافر بے دین ہے اور اس کے لئے بھی یہ سب احکام ہیں جو ان کے لئے مذکور ہوئے۔"

(رَدُّالرَّفْضَۃِ ص 30 و 31۔ مصنفہ احمد رضا خان بریلوی صاحب۔ ناشر کتب خانہ حاجی مشتاق اندرون بوہڑ گیٹ ملتان)

فتاوی الحرمین بِرجفِ ندْوَۃِ المین، مطبع گلزار حسنی بمبئی میں درج چند فتاویٰ ملاحظہ ہوں۔ اس کتاب میں مختلف نمایاں علماء کے فتاویٰ درج ہیں۔ اور حرمین کے علماء کے فتاویٰ بھی شامل ہیں۔

"اہلسنت کے سواسب کلمہ گو اہل قبلہ گمراہ فاسق بدعتی ناری ہیں۔" (صفحہ 29)

نیچری زندیق ہیں دشمنانِ دین ہیں، فاسق ہیں انہیں اسلام سے اصلاً لگاؤ نہیں۔ وہ سخت خبیث کافر مرتد ہیں ان کی کلمہ گوئی اور نماز بقبلہ محض بے سود اور ان کی تاویلین سراسر مردود جو ان کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔ وہ دین سے نکل گئے نرے ملحد ہیں۔ (صفحہ 31)

رافضی دین سے خارج ہیں۔ نرے ملحد۔ اسلام وملت سے باہر ہیں۔ (صفحہ 32)

وہابی فاجر ہیں۔ دین وسنت کے دشمن ہیں...... یہ شیطان کا گروہ ہیں۔ (صفحہ 32)

"سرورِ غریزی فتاویٰ عزیزی" میں لکھا ہے کہ جب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی سے ایک سوال پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:-

"بلا شبہ فرقہ امامیہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سے منکر ہیں اور کتب فقہ میں مذکور ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سے جس نے انکار کیا تو وہ اجماعِ قطعی کا منکر ہوا اور وہ کافر ہوگیا......"

(سرورِ غریزی۔ فتاویٰ عزیزی جلد اول اردو ترجمہ۔ ص ۴۴۰۔ باہتمام محمد فخر الدین۔ فخر المطابع لکھنو)

صرف دوسرے فرقوں کی طرف سے شیعہ حضرات پر کفر کے فتوے نہیں لگائے جارہے تھے بلکہ شیعہ حضرات نے بھی فتویٰ دیا کہ صرف شیعہ جنت میں جائیں گے اور باقی جہنم میں

جائیں گے۔ چنانچہ ممتاز شیعہ عالم سید علی حائری صاحب کا فتویٰ تھا:۔

''یقیناً جانیئے وہ ایک فرقہ ناجیہ صرف امامیہ اثنا عشریہ ہے اس کے سوا کوئی نہیں ...... کیونکہ حدیث میں امت محمدی صلعم کو تہتر فرقوں میں محدود کیا گیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے ان میں سے بہتر فرقوں کو تو جہنمی قرار دیا ہے صرف ایک فرقہ کو ان میں سے علیحدہ کر دیا ہے۔''

(فتاویٰ حائری حصہ دوئم۔ مطبع اسلامیہ سٹیم لاہور۔ پہلا سوال)

صرف اپنے فقہ کے امام کے قیاس کو نہ تسلیم کرنے والے کو بھی کافر قرار دیا گیا۔ فقہ کی کتاب عرفانِ شریعت میں لکھا ہے اور ''فتاویٰ عالمگیری'' کا حوالہ دے کر لکھا ہے کہ:۔

''جو شخص امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قیاس کو حق نہ مانے وہ کافر ہے۔''

(عرفانِ شریعت۔ حصہ سوم۔ ص ۷۵)

مولویوں کے طبقہ نے ہمیشہ امت مسلمہ کے اولیاء اور مجددین کو اپنی تکفیر بازی کا نشانہ بنایا ہے۔ چنانچہ مسعود عالم ندوی حضرت سید احمد شہید صاحبؒ کے ساتھ ہونے والے سلوک کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''علماء سوء اور قبر پرستوں نے مجاہدینِ امت پر کفر کے فتوے لگائے۔ سرحد کے خوانین نے اپنے مرشد و محسن سے غداری کی...... سید احمد شہید اور اسماعیل شہید جیسے مجاہدینِ امت پر کفر کے فتوے لگائیں۔ مسلمانانِ ہند پر اس سے زیادہ منحوس گھڑی کوئی نہیں آئی......''

(ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک۔ ص 39و40۔ مصنفہ مسعود عالم ندوی۔ ناشر مکتبہ ملّیہ راولپنڈی)

اور کفر کے فتووں کا یہ سلسلہ ایک صدی پہلے شروع نہیں ہوا بلکہ صدیوں سے یہ عالم چلا آرہا ہے۔ مثلاً فتاویٰ عالمگیری میں مختلف مآخذ کے حوالہ سے مختلف صورتیں درج ہیں جن میں ایک شخص پر کفر کا فتویٰ لگتا ہے۔ صرف چند مثالیں پیشِ خدمت ہیں۔

اس میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے اپنے ایمان میں شک کیا اور کہا میں ایماندار ہوں انشاء اللہ تو وہ کافر ہے۔

جس شخص نے قرآن یعنی کلام اللہ کی نسبت کہا کہ اللہ کا کلام مخلوق ہے تو وہ کافر ہے۔

اگر کسی نے ایمان کو مخلوق کہا تو وہ کافر ہے۔